

مولانا فیض الرحمن*

ایک باغ و بہار شخصیت

حضرت فانی صاحب رحمہ اللہ وہاں پہنچ گئے جہاں ایک نہ ایک دن ہر تنفس کو پہنچنا ہے۔ انسان کا موت کے ساتھ دیرینہ رشتہ ہے اور انسان اگرچہ موت کو تخیل نہیں کر سکا ہے لیکن موت بھی کبھی انسان کے ان کارناموں کو بے نور یا نابود نہیں کر سکی ہے جو موت سے زیادہ عظیم مانے گئے ہیں۔ حضرت فانی صاحب رحمہ اللہ کا شمار بھی ان شخصیات میں ہوتا ہے جن کی خدمات تاحیات یاد رکھی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قابل رشک خوبیوں، بے پناہ صلاحیتوں اور لائق تقلید اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا۔ علمی پختگی و گہرائی ہو یا عملی استقامت، درس و تدریس ہو یا شعر و ادب، وسعت مطالعہ ہو یا فن تحریر، ہر بحر کے وہ بہترین شناور تھے۔ آپ ایک باغ و بہار شخصیت کے مالک اور اپنی ذات میں انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔ یوں تو فانی صاحب کو تصنیف و تالیف اور شعر و ادب سے بھی شغف تھا اور ایک درجن سے زیادہ کتب ان کی قابل قدر یادگار ہیں مگر آپ کا اصل میدان تدریس ہی تھا جس کو آپ نے اپنی زندگی کے چھتیس سال دیے۔ مادر علمی جامعہ حنائیہ کی آغوش شفقت سے آخر وقت تک چمٹے رہے، یہیں ان کا ستارہ چمکا اور یہیں اس آفتاب نے سفر آخرت اختیار کیا۔ آپ کا انداز تدریس بہت دلنشین ہوتا جس میں کبھی کبھار طلبہ کے اصرار پر اپنی کوئی غزل سنا کر محفل کو شگفتہ بنا دیتے تھے۔ مباحث میں تفصیل و اختصار کے لحاظ سے آغاز سال اور اختتام سال میں کوئی امتیاز نہ تھا جس معیار پر سوال میں درس شروع فرماتے اس پر شعبان تک ثابت قدم رہتے اور کتابیں وقت پر ختم ہو جاتی تھیں۔ حضرت فانی صاحب سے میرا تعلق تعلیم سے لیکر تدریس تک ایک طویل عرصے پر محیط ہے۔ انکی شگفتہ مزاجی اور حاضر جوابی سے اساتذہ کی محفلیں باغ و بہار بنی رہتی۔ درس گاہ جاتے ہوئے دن میں کئی بار ہمارا آسنا سنا ہوتا تھا اور وہ اپنے روایتی انداز میں مجھے مخاطب کر کے ایک چٹکھ سنا دیتے۔ ان کے ساتھ بیٹے ہوئے لمحات مزاح و لطائف، سنجیدگی و وقار اور سکون و اطمینان سے بھرے ہوئے ہیں۔ چونکہ ہمارے درمیان بہت بے تکلفی تھی تو کبھی کبھار فانی صاحب مجھے راستے سے ہی آواز دے کر اپنے بیٹھک بلا لیتے تھے اور پھر وہاں ہمارے درمیان شعر و شاعری کی خوب مجلس جمتی۔ ایک بار ہمارے مکانات کے سامنے کچھ لائن مین ایک درخت کی اونچی شاخ کاٹ رہے تھے جو اپنی اونچائی کی وجہ سے بجلی کے تاروں سے لگ رہی تھی۔ اتفاقاً میں بھی وہاں کھڑا تھا فانی صاحب نے یہ منظر دیکھا تو مجھے آواز دیکر فرمایا کہ وہ رحمت اللہ درد کا شعر یاد آ رہا ہے جو تم اکثر سنایا کرتے تھے کہ

د ونے ہغہ شاخ ریبہ شی چھی بہ ٹولو چگ وی حاسدہ تہ بہ می سہ وجنی چیل کمال می وجنی

فانی صاحب بلا کے حاضر جواب تھے ایک بار میں نے فانی صاحب سے مزاحاً عرض کیا کہ حضرت یہ بنگالیوں نے مچھلیوں کے خوب مزے لوٹے ہیں یہ لوگ سارا سال جی بھر کہ مچھلیاں کھاتے ہیں، فانی صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ مچھلیوں نے بھی ان سے خوب مزے لیے ہیں سال میں درجنوں کشتیاں سمندر میں غرق ہو کر مچھلیوں کی خوراک بن جاتی ہیں۔ اسی طرح ایک بار ایک دعوت میں ہم دونوں ساتھ بیٹھے تھے۔ میں نے آم کھانے کے بعد شفتا لو کھایا تو آم کی مٹھاس کے سامنے وہ کافی بد مزہ لگا۔ فانی صاحب میرے چہرے کو دیکھ کر معاملہ بھانپ گئے اور فرمایا کہ ”یہ بادشاہ خودے خاورے واڑو لے“۔

وہ محبت خیز باتیں وہ کنار آب جو ہے حسین کتنا تصور ان حسین لمحات کا
فانی صاحب کو چونکہ تصنیف و تالیف سے بھی خصوصی شغف تھا تو میری ہر تصنیف پر بہت خوش ہوتے اور بطور خاص اپنی بیٹھک بلوا کر حوصلہ افزائی فرماتے اور تصنیف پر نظم بھی لکھ لیتے۔

اب کہاں وہ بزمہا و حلقہ ہائے علم و فن حسرتا! ایسی محافل سے ہوئے محروم ہم
بہر کیف تلك الايام نداولها بين الناس کے ارشاد ربانی میں کار جہاں کی بے ثباتی اور اسی حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے۔ یہاں سکھ ہے تو دکھ بھی ہے۔ خوشی ہے تو غمی بھی، اقبال ہے تو ادبار بھی اور عروج ہے تو زوال بھی ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک حال پر ہے تو وہ رب ذوالجلال ہے جو جو اس دنیا اور اگلی دنیا کا مالک ہے اور جسکی رحمت ہی کی بدولت اندھیرے اجالے بنتے ہیں، ظلمتیں نور کے لباس پہنتی ہیں، مشکلات کے عقدے کھلتے ہیں، پسماندے آگے بڑھتے ہیں اور در ماندوں کو دستگیری کا سہارا ملتا ہے۔ جو نافرمانی کا بھاد دیتا ہے اور ہست کو نیست کر دیتا ہے۔ اگر انسانوں کو ان کے امتیازی خصوصیات کی وجہ سے موت نہ آتی تو بے شمار انسان صبح قیامت تک زندہ رہتے لیکن زندگی کو دوام نہیں۔ ہر انسان موت کا مسافر اور اسکی منزل قبر ہے اور یہی قبر پستی سے ہستی کی طرف پہلا پڑاؤ ہے۔ قبر کی گود میں کوئی حکمران نہیں صرف اعمال ہی روجوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ ہاں مگر بعض وجودات نے بابرکت ہوتے ہیں کہ انکی زندگی گرد و پیش کیلئے رحمت و حیات کا سرچشمہ ہوتی ہے اور دل اسی وجود سے محبت و تعلق خاطر کی نسبت سے اسکی رحلت پر اتنا ہی ٹڈال ہوتا ہے۔ حضرت فانی صاحب کے قرب و صحبت میں بیٹے ہوئے مہ و سال کے حسین لمحات دل میں آ کر آج بھی آنسوؤں کے برسنے کا سامان کرتے ہیں۔ حضرت فانی صاحب ہمارے محبوب تھے اور اب تو اس محبت میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے اور یہی محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم انکے ایصال ثواب کیلئے دعائیں کر رہے ہیں اور انکے مشن کو جاری رکھنے کا پختہ عزم کر رہے ہیں۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ حضرت فانی صاحب کے فیوضات و برکات سے ہمیں مستفید ہونے کی توفیق

عطا فرمائے اور اعزاء و اقرباء، اہماء و تلامذہ اور دیگر تمام متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔
© rasailojaraid.com